چند قواعد فقہیہ کی وضاحت

علامہ ابوالعرفان محمد انور مگھالوی

(قسط ۵)

قاعدہ نمبر ۱۸: " تَخْصِيصُ الْعَامِ بِالنِّيَّةِ مَقْبُوْلَةٌ دِيَانَةً لَا قَضَاءً "

(عام کی تخصیص نیت کے ساتھ دیانۃً مقبول ہوتی ہے مگر قضاءً نہیں)۔

مثالیں:

۱۔ اگر کسی نے خلفاً کہا "كُلُّ امْرَأَةٍ اَتزَوَّجُهَا فَهِيَ طَالِقٌ" (ہر وہ عورت جس سے میں شادی کروں گا اسے طلاق) اس میں لفظ "کل" "امرأۃ" نکرہ کی طرف مضاف ہے۔ ایسی صورت میں لفظ "کل نکرہ کے افراد کے استغراق کیلئے آتا ہے اس معنی کے پیش نظر حالف نے جتنی بھی عورتوں سے یکے بعد دیگرے شادی کی انہیں طلاق ہو جائے گی۔ اگر اس نے مذکورہ جملہ زبان سے ادا کرنے کے بعد کہا کہ میں نے اس عام سے صرف فلاں شہر کی عورتوں کی نیت کی تھی تو ظاہر مذہب کے مطابق اس کی نیت کا اعتبار نہیں ہوگا کیونکہ قضاء عام کی تخصیص صرف نیت کے ساتھ مقبول نہیں ہوتی۔

۲۔ مال غصب کرنے کی صورت میں غاصب نے حلفاً یہ کہا "وَاللّٰهِ مَا غَصَبْتُ شَيْئًا" (قسم بخدا میں نے کوئی شئے غصب نہیں کی) یا چوری کی صورت میں سارق نے کہا "وَاللّٰهِ مَا سَرَقْتُ شَيْئًا" (قسم بخدا میں نے کوئی شئے چوری نہیں کی) ان میں کلمہ "ما" معنی عمومیت پر دلالت کرتا ہے۔ جس کے مطابق قائل نے اپنے آپ کو ہر شئے کے غصب یا چوری سے بری الذمہ قرار دیا ہے۔ اور اگر بعد میں اس نے کہا کہ میں نے تو مخصوص مال کی نیت کی تھی تو اس کا یہ قول معتبر نہیں ہوگا کیونکہ عام کی تخصیص صرف نیت کے ساتھ مقبول نہیں ہوتی۔

قاعدہ نمبر ۱۹: "الایمان مبنية على الالفاظ لاعلى الاغراض"

(قسم کا دارومدار الفاظ پر ہوتا ہے اغراض پر نہیں ہوتا)۔

یعنی قسم اٹھاتے وقت حالف جو الفاظ استعمال کرے گا اعتبار ان ہی کا ہوگا اور قسم توڑنے کی صورت میں اس کے ذمہ کفارہ قسم واجب ہوگا۔ مگر الفاظ تبدیل ہونے کی صورت میں نہ وہ حانث ہوگا اور نہ اس کے ذمہ کفارہ قسم واجب ہوگا اگرچہ مقصود ایک ہو یا نہ ہو۔

مثالیں:

۱۔ کسی نے قسم اٹھائی "وَاللهِ لَا يَشْتَرِیْ لِفُلَانٍ شَيْئًا بِفَلْسٍ" (قسم بخدا وہ فلاں کے لئے فلوس کے عوض کوئی چیز نہیں خریدے گا)۔ مگر بعد میں دراہم کے عوض اس کے لئے اشیاء خرید لیں تو اس صورت میں وہ حانث نہیں ہوگا اور نہ ہی اس کے ذمہ کفارہ وغیرہ ہوگا کیونکہ حالف نے قسم کے وقت لفظ "فلس" استعمال کیا ہے۔ جبکہ اشیاء دراہم کے عوض خریدی ہیں۔ اس لئے الفاظ تبدیل ہو جانے کے سبب وہ حانث نہیں ہوگا۔

۲۔ کسی نے قسم اٹھائی "وَاللهِ لَا يَبِيْعُهُ بِعَشَرَةٍ" (قسم بخدا وہ دس کے عوض اسے فروخت نہیں کرے گا)۔ مگر پھر اس نے وہی چیز گیارہ یا نو روپے کے عوض فروخت کر دی تو وہ حانث نہیں ہوگا کیونکہ قسم کھاتے وقت اس نے دس کا مخصوص عدد استعمال کیا ہے۔ لہٰذا اعتبار بھی اسی کا ہوگا اس لئے عدد تبدیل ہونے سے وہ حانث شمار نہیں ہوگا۔

قاعدہ نمبر ۲۰:

"اَلْاَصْلُ بَقَاءُ مَا كَانَ عَلٰی مَا كَانَ"

(بنیادی طور پر جو چیز جس حالت پر ہو اسی پر باقی رہتی ہے)۔

مثالیں:

۱۔ اگر کسی کو رات کے باقی ہونے میں تردد ہو یعنی یہ امر مشکوک ہو کہ رات کا کچھ حصہ ابھی باقی ہے یا نہیں حالانکہ فجر طلوع ہو چکی تھی۔ تو ایسی حالت میں سحری کھانے سے روزہ صحیح ہوگا اور اس کے ذمہ قضاء واجب نہیں ہوگی۔ "لِاَنَّ الْاَصْلَ بَقَاءُ اللَّيْلِ" (کیونکہ اس میں اصل رات کا باقی ہونا ہے)۔

جیسا کہ کنز الدقائق میں موجود ہے۔

"اَوْ تَسَحَّرَ ظَنَّهُ لَيْلًا وَالْفَجْرُ طَالِعٌ مَفْهُوْمُهُ اَنَّهُ لَوْ لَمْ يَتَبَيَّنْ لَهُ اَنَّهُ اَكَلَ بَعْدَ الْفَجْرِ لَا قَضَاءَ عَلَيْهِ لِاَنَّ الْاَصْلَ هُوَ اللَّيْلُ فَلَا يَخْرُجُ بِالشَّكِّ وَلَوْ شَكَّ فِیْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ فَالْاَفْضَلُ تَرْكُ الْاَكْلِ" (ص ۷۰)

اس کے برعکس اگر روزے دار کو سورج غروب ہونے میں تردد ہو تو اسے روزہ افطار کرنے کی اجازت نہیں اگر اس نے روزہ افطار کرلیا اور ابھی بعد میں سورج ظاہر ہو گیا تو روزے کی قضاء اس کے ذمہ واجب ہوگی۔ "لِاَنَّ الْاَصْلَ بَقَاءُ النَّهَارِ" (کیونکہ اس صورت میں اصل دن کا باقی ہونا ہے)۔

۲۔ اگر عورت نے اپنے خاوند کے خلاف مقررہ نفقہ اور لباس وغیرہ نہ دینے کا دعویٰ کر دیا اور خاوند نے اس کے برعکس مؤقف اختیار کیا تو اس صورت میں عورت کا قول معتبر ہوگا۔ "لِاَنَّ الْاَصْلَ بَقَاءُ هُمَا فِیْ ذِمَّتِهٖ" (کیونکہ اس میں اصل ان کا خاوند کے ذمہ باقی ہونا ہے)۔

۳۔ ایسا لقیط (گرا ہوا بچہ) جو دارالاسلام میں پڑا ہوا ملے وہ آزاد متصور ہوگا۔ "لِاَنَّ الْاَصْلَ فِیْهِ حُرِیَّةٌ" (کیونکہ اس میں اصل آزادی ہے)۔

قاعدہ نمبر ۲۱:

"الاصل برأة الذمة"

(بنیادی طور پر ذمہ سے بری ہونا ہے)۔

یعنی معاملات میں ہر انسان بنیادی طور پر اس ذمہ داری سے بری ہوتا ہے جسے اس نے قبول نہ کیا ہو۔

مثالیں:

۱۔ اگر مدعی اور مدعی علیہ کے مابین کسی مغصوبہ یا تلف شدہ شئے کی قیمت میں اختلاف ہو جائے تو قول غارم (تلف کرنے والا) کا معتبر ہوگا اور مدعی نے جتنی زائد قیمت کا دعویٰ کیا اس کی ادائیگی اس کے ذمہ لازم نہیں ہوگی۔ "لِاَنَّ الْاَصْلَ بَرَاۃٌ عَمَّا زَادَ" (کیونکہ بنیادی طور پر وہ زائد قیمت کی ادائیگی سے بری ہے) مگر جب مدعی نے اپنے دعویٰ پر بینہ قائم کر دیئے تو پھر اس کا دعویٰ معتبر ہوگا اور غارم اس کی ادائیگی کا پابند ہوگا۔

۲۔ اگر کسی نے اپنی موت سے قبل میراث کے تیسرے حصہ میں سے اپنی نمازوں یا روزوں وغیرہ کا فدیہ دینے کی وصیت نہ کی تو پھر ورثاء کے ذمہ اس کی ادائیگی لازم نہیں ہوتی۔ "لِاَنَّ الْاَصْلَ بَرَاۃُ الذِمَّةِ" (کیونکہ بنیادی طور پر انسان بری الذمہ ہے) اور اگر ورثاء نے تبرعاً فدیہ ادا کر دیا تو وہ ادا ہو جائے گا۔

قاعدہ نمبر۲۲:

" اَلْوِلَایَۃُ الْخَاصَۃُ اَقْوٰی مِنَ الْوِلَایَۃِ الْعَامَۃِ "

(ولایت خاصہ ولایت عامہ کی نسبت قوی ہوتی ہے)۔

ولی کی تعریف:

"کُلُّ مَنْ وَلِیَ اَمْرَ اَحَدٍ"

(ہر وہ جو کسی کے معاملات کا محافظ ہو وہ اس کا ولی کہلاتا ہے)۔

اس تعریف کے مطابق مذکورہ قاعدہ کا مفہوم یہ ہوگا کہ ایسا ولی جسے دوسروں پر ولایت خاصہ حاصل ہو مثلاً باپ، دادا یا دیگر قریبی رشتہ دار، اسے اپنا اختیار استعمال کرنے کا زیادہ حق حاصل ہوگا بہ نسبت اس ولی کے جسے ولایت عامہ حاصل ہو مثلاً قاضی یا امام وقت وغیرہ۔

مثالیں:

۱۔ اگر یتیم بچے یا بچی کا اپنا ولی خاص موجود ہو تو پھر ان کی شادی بیاہ کا حق قاضی وغیرہ کو حاصل نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ ولی عام ہے اور ولی خاص کو ولی عام پر فوقیت حاصل ہوتی ہے۔

۲۔ مسئلہ قصاص میں دونوں نوع کے ولی کے مابین فرق اس قدر ہے کہ ولی خاص کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ چاہے تو قاتل سے قصاص لے یا مال کے عوض صلح کرلے یا بلاعوض معاف کردے مگر اس کے برعکس ولی عام (قاضی یا امام وقت) کو معاف کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہوتا۔

نوٹ: ولی کی مختلف اقسام ہیں۔ (۱) ایسا ولی جسے مال اور نکاح دونوں کی ولایت حاصل ہوتی ہے جیسے باپ اور دادا وغیرہ۔

۲۔ ایسا ولی جسے صرف ولایت نکاح حاصل ہوتی ہے جیسے تمام عصبات، ماں اور ذوالارحام۔

۳۔ ایسا ولی جسے صرف ولایت مال حاصل ہوتی ہے جیسے اجنبی وصی وغیرہ۔

قاعدہ نمبر۲۳:

"مَنْ اِسْتَعْجَلَ الشَّیْءَ قَبْلَ اَوَانِہٖ عُوْقِبَ بِحِرْمَانِہٖ"

☆ملازمین کا فطرہ ــــــــــــــــ مالک پر واجب نہیں☆

(جس نے قبل از وقت کسی شئے کے حصول کی کوشش کی اسے اس سے محرومی کی سزادی جائے گی)۔

مثالیں:

۱۔ اگر کسی نے اپنے مورث کو اس لئے قتل کر دیا تاکہ اس کی جائیداد اس کی ملکیت میں آجائے تو ایسے قاتل کو مقتول کی جائیداد سے محروم کر دیا جائے گا بلکہ اسے قصاصاً قتل کر دیا جائے گا اور اس کی اولاد کو بھی اس کا وارث نہیں بنایا جائے گا۔

۲۔ اگر کسی نے اپنی مرض موت میں اپنی بیوی کو اس کی رضا کے بغیر طلاق بائن دے دی اور اس سے بیوی کو جائیداد سے محروم کرنے کا قصد کیا تو اب اگر اس کی موت عورت کی عدت کے دوران ہوئی تو پھر عورت کو جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے اپنا حصہ ضرور دیا جائے گا اور اگر اس کی موت عورت کے عدت گزارنے کے بعد ہوئی یا وہ بیماری اس کے لئے مرض موت ثابت نہ ہوئی تو پھر عورت کو اس کی میراث سے حصہ نہیں دیا جائے گا۔

۳۔ ایسی تمام عبادات جنہیں ادا کرنے کا وقت مقرر ہے۔ اگر کسی نے اپنے انتہائی زہد وتقویٰ اور پارسائی کا اظہار کرنے کے لئے انہیں قبل از وقت ادا کیا تو ان کی ادائیگی صحیح نہیں ہوگی اور اس وقت تک ذمہ سے ساقط نہیں ہوں گی جب تک معینہ اوقات میں ان کا اعادہ نہیں کیا جائے گا۔ مثلاً اذان اگر نماز کا وقت شروع ہونے سے پہلے دی جائے تو وقت شروع ہونے کے بعد اس کا اعادہ واجب ہوتا ہے اسی طرح فرض نمازیں ہیں اگر کسی نے وقت داخل ہونے سے قبل اپنی نماز ادا کر لی اگر چہ اس کی نیت جلدی جلدی اپنے فرض سے عہدہ براٗ ہونے کی ہو پھر بھی یہ فرض اس کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوگا اور وقت داخل ہونے کے بعد اس کا اعادہ واجب ہوگا۔ اسی طرح حج ہے اگر ایام حج سے قبل ادا کر لیا جائے تو ادا نہیں ہوتا بلکہ اس کی دوبارہ ادائیگی واجب ہوتی ہے یہی حال قربانی کا ہے کہ اس کا وقت نماز عید کے بعد ہے۔ اگر کسی نے تیزی دکھاتے ہوئے نماز عید سے پہلے ہی اپنی قربانی ذبح کر دی تو قربانی کا واجب ذمہ سے ادا نہیں ہوگا۔

نوٹ: بعض ایسے مسائل بھی ہیں جو اس اصول سے مستثنیٰ ہیں؛

۱۔ اگر قرض خواہ نے اپنے مقروض کو قتل کر دیا تو اس صورت میں اسے قرضے سے محروم نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کا قرض ضرور واپس دلوایا جائے گا البتہ اسے قصاص میں قتل کر دیا جائے گا۔

۲۔ اگر کسی عورت نے صرف حیض جاری کرنے کے لئے دوا استعمال کی تو اس صورت میں حیض جاری ہونے کے ساتھ وہ حائضہ شمار ہوگی اور اس دوران جتنی نمازیں قضاء ہوں گی ان کی قضاء اس کے ذمہ واجب نہیں ہوگی۔

پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز صاحب کی درج ذیل کتب و رسائل

ہمارے ہاں دستیاب ہیں

۱۔ تاریخ نفاذ حدود

۲۔ کاغذی کرنسی کی شرعی حیثیت

۳۔ کریڈٹ کارڈ (تاریخ، تعارف، شرعی حیثیت)

۴۔ کلوننگ (خدشات، شرعی نقطہ نظر)

۵۔ امام وخطیب کی شرعی ومعاشرتی حیثیت

☆ جدید فقہی مسائل

۶۔ مختصر نصاب سیرت

۷۔ مختصر نصاب فقہ

۸۔ مختصر نصاب قرآن

۹۔ مختصر نصاب حدیث

۱۰۔ انڈیکس شرح صحیح مسلم

۱۱۔ روزہ رکھیئے مگر !

۱۲۔ قربانی کیسے کریں

۱۳۔ آسان ومختصر دعائیں

۱۴۔ لوگ کیا کہیں گے؟

۱۵۔ کڑوی روٹی

۱۶۔ منتخب مباحث علوم القرآن

۱۷۔ پندرھویں صدی کا مجدد کون؟

۱۸۔ شیئرز کے کاروبار کی شرعی حیثیت

۱۹۔ رطب ویابس (مجموعہ مضامین)

۲۰۔ بینکوں کے ذریعہ زکوۃ کی کٹوتی کی شرعی حیثیت

۲۱۔ مفتی کون؟ فتویٰ کس سے لیں؟

۲۲۔ اسلامی بنکاری اور سودی بنکاری میں فرق۔

فرید بکسٹال اردو بازار لاہور